مُباہلہ ٹریکٹ سیریز نمبر ۳

امیر شریعت حضرت مولٰینا سید عطاء اللہ شاہ صاحب فاتح خلیفہ قادیان کا تاریخی

مقدمۂ بخاری

مسٹر جی، ڈی، کھوسلہ
سشن جج گورداسپور کا فاضلانہ فیصلہ!

بخاری ڈیفنس کونسل

مولٰینا مظہر علی صاحب اظہر سیکرٹری مجلس احرار اسلام ہند
مولٰینا عبدالکریم صاحب مولوی فاضل آف "مباہلہ"
لالہ پشاوری مل صاحب بی، اے، ایل، ایل، بی۔
بابو شریف حسین صاحب بی۔ اے، ایل، ایل، بی۔
مولٰینا رحمت اللہ صاحب مہاجر۔

ملنے کا پتہ:- **مباہلہ بکڈپو امرتسر**

یہ فیصلہ سابقہ شائع شدہ تراجم کی غلطیوں سے مبرا ہے۔

بار دوم
تعداد ۵۰ ہزار

فاضل سشن جج کا فیصلہ

اپیلانٹ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہوئے ۶ ماہ قید بامشقت کی سزا اس تقریر کی بنا پر دی گئی ہے۔ جو اس نے احرار تبلیغ کانفرنس کے موقعہ پر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو کی تھی۔

مرزائیت کی تاریخ } اپیلانٹ کے خلاف فرد جرم پر نظر ڈالنے سے پہلے چند واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے۔ جو معاملہ زیر بحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ تقریباً ۵۰ برس کا عرصہ ہوا۔ قادیان کے ایک شخص مسمّی غلام احمد نے دنیا کو اعلان کیا۔ کہ وہ مسیح موعود ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اس نے اسلام کے "اعلیٰ پادری" کی حیثیت بھی اختیار کر لی۔ اور ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالدی۔ جس کے ارکان اگرچہ مسلمان ہونے کا دعوٰی کرتے تھے۔ لیکن ان کے بعض عقائد اور اصول اسلام کے عام مسلّمہ اصولوں سے بالکل متضاد تھے۔ اس فرقہ کا جو قادیانی، مرزائی یا احمدی کہلاتا ہے۔ امتیازی نشان یہ ہے۔ کہ اس کے ارکان اس فرقے کے بانی کی (جسے مرزا کہا جاتا ہے) نبوت پر کامل اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو تحریک اسطرح شروع کی گئی۔ اسنے جلدی ہی شکل پکڑلی۔ اور آہستہ آہستہ لیکن غیر مشتبہ طور پر بڑھنا شروع کیا۔ اور اس کے پیرو چند ہزار کی تعداد میں ہو گئے قدرتاً کچھ مخالفت ہوئی۔ اور مسلمانوں کی اکثریت بانی فرقہ کی مذہبی فوقیت کے گھمنڈ سے سخت ناراض ہوئی۔ نوزائیدہ مذہب کے مخالفوں نے "کافر" کے الزام کا جو مرزا نے ان پر لگایا۔ تندت سے جواب دیا۔ مگر قادیانیوں نے اس بیرونی تنقید کا بالکل

خیال نہ کیا۔ اور اپنے وطن قادیان میں مقامی طور پر محفوظ ہوتے ہوئے جہاں تک ہو
سکا۔ حالات کے مطابق خوشحال رہے ؎

قادیانیوں کا تمرّد اور دہشت انگیزی } مقابلۃً محفوظ ہونیکی اس حالت نے غرور پیدا کر دیا۔
جس نے قادیانیوں میں تقریباً تمرّد کی شکل اختیار کر لی۔ اپنے دلائل کو منوانے اور
فرقے کو ترقی دینے کے لئے انہوں نے ان ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا جن
کو عام طور پر نہایت ناپسندیدہ کہا جائیگا۔ انہوں نے ان اشخاص کے دلوں میں
جنہوں نے ان کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا۔ نہ صرف بائیکاٹ
اخراج اور بعض اوقات اس سے بھی بدتر مصائب کی دھمکیوں سے دہشت
انگیزی پیدا کی۔ بلکہ اکثر انہوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنے تبلیغی سلسلہ
کو مضبوط کیا۔ قادیان میں ایک والنٹیر کور مرتب کی گئی۔ جس کا منشا غالباً اپنے
احکام کو منوانے کے لئے قوت پیدا کرنا تھا۔ انہوں نے عدالتی اختیارات کا استعمال
بھی اپنے ذمہ لیا۔ دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کی گئیں۔ اور اجراء بھی کرایا
گیا۔ فوجداری مقدمات میں سزا کے حکم سنائے گئے۔ اور سزائیں بھی دی گئیں۔
لوگوں کو فی الحقیقت قادیان سے نکال دیا گیا۔ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ قادیانیوں
پر صریح الزام لگایا گیا۔ کہ انہوں نے مکانوں کو تباہ کیا۔ اور جلایا۔ اور قتل تک بھی کئے

الزامات کا ثبوت } اس خیال سے کہ کہیں یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ مذکورہ بالا واقعات محض احرار کے تخیّل کی اختراع ہیں۔
یہ لازمی ہے۔ کہ میں چند واقعی مثالیں بیان کردوں۔ جو اس مقدمہ کی مثل پر لائی گئی ہیں۔

قادیان سے لوگوں کا اخراج } کم از کم ۲ اشخاص کو اپنے وطن قادیان سے باہر نکالا گیا۔ کیونکہ انکے خیالات

سے متفق نہ تھے۔ وہ اشخاص حبیب الرحمٰن ع۲۸ اور اسمٰعیل ہیں۔ مثل پر ایک چٹھی ڈی۔ زیڈ ۳۳ موجود ہے۔ جس کا کاتب خود موجودہ مرزا ہے۔ اور جس میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ حبیب الرحمٰن گواہ صفائی ع۲ کو قادیان میں آنے کی اجازت نہیں اس چٹھی کو مرزا بشیرالدین محمود احمد۔ گواہ صفائی ع۳۷ نے تسلیم کیا ہے گواہ صفائی ع۲ (خانصاحب فرزند علی) نے تسلیم کیا ہے۔ کہ اسمٰعیل کو جماعت سے خارج کیا گیا۔ اور قادیان میں داخل نہ ہونیکا حکم دیا گیا۔ بہت سے دیگر گواہوں نے تشدد اور ظلم کی داستانیں بیان کی ہیں۔ بھگت سنگھ گواہ صفائی ع۴۹ بیان کرتا ہے۔ کہ مرزائیوں نے اس پر حملہ کیا۔ ایک شخص غریب شاہ کو قادیانیوں نے مارا۔ اور جب اُس نے مقدمہ کرنا چاہا۔ تو کوئی شخص اس کی شہادت دینے کے لئے آگے نہ آیا۔ قادیانی ججوں کے فیصلہ کردہ مقدمات کی مثلیں پیش کی گئیں۔ اور مثل پر موجود ہیں۔ مرزا نے تسلیم کیا ہے۔ کہ عدالتی اختیارات قادیان میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور ان معاملات میں وُہ خود آخری عدالت اپیل ہے۔ عدالت کی ڈگریوں کا اجراء کئے جاتے ہیں۔ اور ایک مثال بھی موجود ہے۔ جہاں ڈگری کے اجراء میں ایک مکان کو نیلام کیا گیا۔ مرزا کو جو عرضیاں دیجاتی ہیں۔ ان کیلئے قادیانی ساخت کا اسٹامپ کاغذ اور فیس کورٹ (گھر میں) تیار کرکے فروخت اور استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن پوشیدہ طور سے۔ قادیان میں ایک والنیٹر کور کی موجودگی کی شہادت گواہ صفائی ع۱۲ (مرزا شریف احمد) نے دی ہے +

مولینا عبدالکریم مباہلہ کی داستانِ درد اور محمد حسین شہید کا قتل +

علاوہ ازیں سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم کا ہے جس کی داستان حقیقتاً ایک داستان درد ہے۔ اس شخص نے مرزائی مذہب قبول کیا۔ اور قادیان کو چلا گیا۔ مگر

وہاں اس کے دل میں مذہبی شکوک وشبہات پیدا ہوئے۔ اور اس نے مرزائیت سے توبہ کی۔ تب اسپر ستم آرائی کی ابتدا ہوئی۔ اس نے ایک اخبار "مباہلہ" نامی جاری کیا جس کا مقصد مرزائی جماعت کے معتقدات پر تنقید کرنا تھا۔ مرزا نے ایک تقریر میں جو دستاویز ڈی زیڈ ۳۹ (الفضل مورخہ ۳/۴) میں شائع ہوئی ہے۔ اخبار مباہلہ والوں کی موت کی پیشینگوئی کی۔ اس تقریر میں ان لوگوں کی طرف اشارہ بھی کیا جو اپنے مذہب کی خاطر قتل کرنے کو بھی تیار ہوتے ہیں۔ اس تقریر کے جلد بعد عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ ایک شخص محمد حسین عبدالکریم کی امداد کرتا تھا۔ اور ایک فوجداری مقدمہ میں جو عبدالکریم کے خلاف چل رہا تھا۔ اس کا ضامن تھا۔ اس پر فی الحقیقت حملہ ہوا۔ اور اسے قتل کر دیا گیا۔ قاتل پر مقدمہ چلا۔ اور اسی پھانسی کی سزا دی گئی ؎

قاتل کی عزت افزائی } پھانسی کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور پھانسی پانے کے بعد لاش قادیان میں لائی گئی۔ اور بڑی دہوم دہام سے اسے اس جگہ دفن کیا گیا۔ جس کا "بہشتی مقبرہ" نام رکھتے ہیں۔ الفضل اخبار میں جو مرزائی جماعت کا اخبار ہے۔ قتل کی تعریف اور قاتل کی مدح سرائی کی گئی۔ یہ لکھا گیا ہے۔ کہ قاتل مجرم نہیں تھا۔ اور امر واقعہ سے قبل ہی جان دے کر پھانسی کی بدنام کنندہ سزا سے بچ گیا۔ خدا نے اپنے عدل وانصاف میں یہ مناسب سمجھا۔ کہ پھانسی کی ذلت سے پہلے ہی اسکی روح قبض کر لے ؎

مرزا محمود کی صریح غلط بیانی اور اس کا فساد نیت } جب عدالت میں مرزا کا ایک معاملہ کیمتعلق بیان لیا گیا۔ تو اس نے بالکل مختلف کہانی بیان کی۔ اور کہا۔ کہ محمد حسین کے قاتل کو باعزت طریق پر اس لئے دفن کیا گیا تھا۔ کہ اسنے

اپنے جرم پر اظہار ندامت کیا تھا۔ اور اس طرح گناہ سے بری ہو چکا تھا۔ لیکن دستاویز ڈی زیڈ عـ۴ اس کی تردید کرتی ہے۔ اور مرزا کی نیت اور اس کی دلی کیفیت کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل عیاں ہے۔ جو اس نے ڈی، زیڈ عـ۴ میں کیا ہے

لاہور ہائی کورٹ کی توہین
میں یہاں یہ بھی کہہ دوں۔ کہ اس دستاویز کا مضمون لاہور ہائی کورٹ کی توہین بھی ہے +

محمد امین کا قتل
ایک اور واقعہ بھی ہے۔ جو محمد امین کے قتل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ محمد امین بھی مرزائی تھا۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وہ اس فرقہ کا ایک مبلغ تھا۔ اس کو بخارا بھیجا گیا تھا۔ کہ وہ مرزا کے مذہب کی تبلیغ کرے۔ لیکن کسی وجہ سے اس کو ملازمت سے سبکدوش کیا گیا۔ اس کی موت کلہاڑی کی ایک ضرب سے ہوئی۔ جو چوہدری فتح محمد گواہ صفائی عـ۲۱ نے لگائی عدالت ماتحت نے اس معاملہ کو سرسری نگاہ سے دیکھا ہے۔ لیکن اس پر نظرِ غائر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ محمد امین اگرچہ مرزائی تھا۔ لیکن وہ مرزا کا موردِ عتاب ہو چکا تھا۔ اور اس لئے ہستی بزرگ نہیں رہا تھا۔ اس کی موت کے واقعات خواہ کچھ ہی ہوں۔ یہ امر ناقابل انکار ہے۔ کہ محمد امین تشدد کی موت مرا۔ اور کلہاڑی کے وار سے قتل کیا گیا۔ پولیس کو وقوعہ کی اطلاع دی گئی۔ لیکن بالکل کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ یہ بحث کرنا فضول ہے۔ کہ قاتل حفاظت خود اختیاری کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ فیصلہ تو اس عدالت کا کام ہے۔ جو مقدمہ کی سماعت کرے۔ یہ امر کافی تعجب انگیز ہے۔ کہ چوہدری فتح محمد نے عدالت میں باقرار صالح بیان دیا ہے۔ کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا تھا۔ مگر پولیس اس معاملہ میں کچھ کارروائی نہ کر سکی۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ مرزائی طاقت اتنی بڑھ گئی تھی۔ کہ کوئی گواہ سامنے آکر سچ بولنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ

بھی ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے نکالنے کے بعد اس کا مکان جلا دیا گیا۔ اسے قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریقے سے گرانے کی کوشش بھی کی گئی ؎

قادیان میں طوائف الملوکی

یہ افسوسناک واقعات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ قادیان میں طوائف الملوکی تھی جس میں آتش زنی اور قتل تک ہوتے تھے۔ ان واقعات پر اس امر کا اور اضافہ کرو۔ کہ مرزائے قادیانی کروڑوں مسلمانوں کو جو اس کی نوقیت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ شدید دشنام طرازی کا نشانہ بنایا۔ اس کی تصنیفات ایک مقدس اعلیٰ پادری کے اخلاق و آداب کی ایک انوکھی تفسیر ہیں۔ جو فقط نبوت کا ہی دعویٰ نہیں کرتا۔ بلکہ خدا کا برگزیدہ اور مسیح ثانی ہونے کا مدعی بھی ہے ؎

حکومت مفلوج ہوچکی تھی

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکام ایک غیر معمولی درجہ کے فالج کا شکار ہو چکے تھے۔ اور دنیاوی اور دینی معاملات میں مرزا کے حکم کے خلاف کبھی آواز نہ اٹھائی گئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات کی گئیں۔ لیکن کوئی انسداد نہ ہوا۔ مثل پر ایک دو ایسی شکایات ہیں لیکن ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ اور اس مقدمے کے اغراض کے لئے یہ بیان کر دینا کافی ہے۔ کہ قادیان میں ظلم و جور جاری ہونیکے متعلق غیر مشتبہ الزامات عائد کئے گئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی گئی ؎

تبلیغ کانفرنس مسلمانوں میں روح حیات پیدا کرنے کے لئے بلائی گئی +

ان کارروائیوں کے سدباب کیلئے اور مسلمانوں کے اندر منتقدانہ روح حیات پیدا کرنے کیلئے احرار تبلیغ کانفرنس بلائی گئی

قادیانیوں کی طرف سے کانفرنس کی مخالفت

قادیانیوں نے قدرتاً اس اقدام کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور انہوں نے کانفرنس کے انعقاد کو کلیتہً روکنے کے لئے دیوانہ وار کوشش کی۔ جہاں کانفرنس کے انعقاد کے لئے ایک شخص ایشر سنگھ کی زمین حاصل کی گئی تھی۔ قادیانیوں نے اس زمین پر قبضہ کر لیا۔ اور اس پر دیوار کھینچ دی۔ اس طرح اس ایک ہی قطعہ زمین سے بھی محروم کر دیئے گئے۔ جو ان کو قادیان میں مل سکتا تھا۔ اور اس لئے مجبور کر دیئے گئے۔ کہ قادیان سے ایک میل کے فاصلے پر ایک جگہ اپنا اجلاس کریں۔ دیوار کا بنایا جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت فریقین میں تعلقات کس قدر کشیدہ تھے۔ اور مرزائیوں کا تمرد کس حد تک پہنچ گیا تھا۔ وہ اپنی دست درازی کے قانونی انجام سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ و مامون سمجھتے تھے۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ کا مقناطیسی جذب اور فصیحانہ خطابت

لیکن اجلاس ہوا۔ ... یہ اجلاس تھا۔ جس کی صدارت کے لئے پریذیڈنٹ کو کہا گیا جو بے انداز مقناطیسی جذب اور اعلیٰ درجہ کی فصیحانہ خطابت کا مالک ہے۔ اس نے اس اجلاس میں دو تقریریں کیں۔ جسے ولولہ انگیز خطابت کہا جا سکتا ہے۔ تقریریں کئی گھنٹے جاری رہیں۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ حاضرین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ گویا مسحور ہیں۔ اس تقریر میں پریذیڈنٹ نے اپنے خیالات کا اظہار کسی قدر صاف گوئی سے کیا اور اس نے اس بات کو پوشیدہ نہ رکھا کہ اس کے دل میں مرزا اور اس کے پیرؤوں کے خلاف کس قدر ناپسندیدگی بلکہ نفرت ہے۔ تقریر اخبارات میں شائع ہوئی۔ اور اس پر اعتراض کیا گیا۔ معاملہ حکومت پنجاب کے سامنے پیش ہوا۔

جس نے موجودہ مقدمہ کی اجازت دی:

تقریر کے قابل اعتراض حصے

اپیلانٹ کے خلاف جو فردِ جرم ہے۔ اس میں اس کی تقریر کے سات حصے درج ہیں۔ جن کو خاص طور پر قابلِ اعتراض اور قابلِ گرفت بیان کیا گیا ہے۔ وہ حصے یہ ہیں:-

(۱) فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ یہ تخت نہیں رہیگا۔

(۲) وہ نبی کا بیٹا ہے۔ میں نبیؐ کا نواسہ ہوں۔ وہ آئے تم سب چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ وہ مجھ سے اردو، پنجابی، فارسی میں ہر معاملہ پر بحث کرلے۔ یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائیگا۔ وہ پردے سے باہر آئے۔ نقاب اٹھائے۔ کشتی لڑے مولا علی کے جوہر دیکھے۔ وہ ہر رنگ میں آئے۔ وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے۔ میں ننگے پیروں آؤں۔ وہ ریشم پہنکر آئے میں گاندھی جی کی کھری کھدر شریف۔ وہ مزعفر کباب یاقوتیاں اور پلومر کی ٹانک وائن اپنے آبا کی سنت کے مطابق کھا کر آئے۔ اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں:

(۳) یہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ برطانیہ کے دُم کٹے کتے ہیں۔ وہ خوشامد اور برطانیہ کے بوٹ کی ٹو صاف کرتا ہے۔ میں تکبر سے نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مجھ کو اکیلا چھوڑ دو۔ پھر بشیر کے اور میرے ہاتھ دیکھو۔ کیا کروں لفظ تبلیغ نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔ یہ سیاسی مجلس نہیں ہے۔ او! مرزائیو اگر باگیں ڈھیلی ہوتیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اب بھی ہوش میں آؤ۔ تمہاری طاقت اتنی بھی نہیں۔ جتنی پیشاب کی جھاگ ہوتی ہے:

(۴) جو پانچویں جماعت میں فیل ہوتے ہیں۔ نبی بنجاتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں ایک مثال موجود ہے۔ کہ جو فیل ہوا۔ وہ نبی بن گیا:

(۵) او مسیح کی بھیڑو۔ تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ جس سے اب مقابلہ پڑا ہے یہ مجلس احرار ہے۔ اس نے تم کو ٹکڑے کر دینا ہے ؛
(۶) او مرزائیو! اپنی نبوت کا نقشہ دیکھو۔ او بُرے! اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو نبوت کی شان تو رکھتے ؛
(۷) اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو انگریزوں کے کُتے نہ بنتے۔

اپیلانٹ نے عدالت ماتحت میں بیان کیا۔ کہ اس کی تقریر درست طور پر نہیں لکھی گئی۔ اس نے جملہ ع۵ کے متعلق صاف طور پر کہا۔ کہ وہ اس کا کہا ہوا نہیں ہے۔ اور اگرچہ اس نے تسلیم کیا۔ کہ باقی جملوں کا مضمون میرا ہے۔ لیکن اس نے عبارت کے غلط ہونیکا عذر اٹھایا۔ عدالت ماتحت کے فیصلہ پر کہ جملہ ع۵ کی رپورٹ غلط ہے۔ اور اپیلانٹ کو اس کے متعلق مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اپیلانٹ کی سزا یابی باقی چھ فقروں پر مدار رکھتی ہے۔ اپیلانٹ کے وکیل نے بحث کے وقت فوراً تسلیم کیا۔ کہ فقرہ جات ع۱ تا ع۴ اور ع۵ تا ع۷ فی الحقیقت اپیلانٹ نے کہے۔ وہ اس مرحلہ پر رپورٹر کی عبارت کی درستگی کو بھی زیر بحث نہیں لانا چاہتا اس لئے میرے واسطے صرف یہی امر قابل فیصلہ ہے۔ کہ آیا یہ چھ جملے زیر دفعہ ۱۵۳ الف قابل گرفت ہیں۔ اور کیا یہ الفاظ کہہ کر مرافعہ گذار نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے ؛

میں نے اس سے قبل ان حالات و واقعات کی تشریح کر دی ہے۔ جن کے ماتحت احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ مرافعہ گذار نے عدالت میں بہت سی تحریری شہادتیں پیش کیں۔ اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس کی تقریر کا مقصد مرزا اور اس کے متبعین کے جبر و تشدد اور ستم رانیوں پر جائز اور معقول تنقید کرنا تھا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اس کی تقریر و احاد مقصد سوئے ہوئے مسلمانوں کو دعوت بیداری دینا۔ اور مرزائیوں کے مذموم افعال کا راز طشت از بام کرنا تھا

اس نے اپنی تقریر میں جا بجا مرزا کے ظلم و تشدد کا ذکر کیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ اُن مسلمانوں کی شکایات کا ازالہ کیا جائے۔ جو صرف مرزا کی نبوت اور اس کے خود ساختہ اقتدار کے منکر ہونے کی وجہ سے ہدف جور و ستم بنے ہوئے ہیں؛

تقریر کا مقصد میں نے مرافعہ گذار کی تقریر پر ان حالات کی روشنی میں غور کیا ہے۔ جو قادیان میں رونما ہو رہے تھے۔ مجھے مرافعہ گذار کے خاص وکیل اور سرکاری وکیل نے تمام کی تمام تقریر سنا دی ہے میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں۔ کہ مرافعہ گذار کے پیش نظر صرف دو مقاصد تھے۔ اول یہ کہ وہ مرزا اور اُس کے متبعین کے افعال پر تنقید کرے۔ دوم یہ کہ مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دینا چاہتا تھا۔ کہ وہ مرزائیوں کے مقابلہ میں بیدار ہو کر اپنی شکایات کے ازالہ کی کوئی صورت نکالیں؛

مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ یہ تقریر مسلمانوں کی طرف سے صلح کا ایک اعلان تھی۔ لیکن اُسے سرسری طور پر پڑھنے سے کوئی معقول آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اعلان صلح کی بجائے یہ تقریر پیکار آزمائی کی دعوت تھی۔ مرافعہ گذار نے قانون کے اندر رہنے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کی ہو۔ لیکن اپنی لسانیت اور جوش فصاحت میں وہ قانون کی امتناعی حدود کو پھاند گیا۔ اور اس نے ایسی باتیں کہدیں۔ جو اس کے سامعین کے دل میں مرزائیوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے سوا اور کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک پختہ کار مقرر کی طرح مرافعہ گذار نے روما کے مارک انٹونی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلان تو کر دیا۔ کہ وہ احمدیوں سے برسر پرخاش نہیں ہونا چاہتا۔ لیکن صلح و اتحاد کا یہ اعلان ایسی سخت کلامی سے مملو تھا۔ جس کا مقصد سامعین کے دل میں احمدیوں کے خلاف منافرت و حقارت کے جذبات پیدا کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

جائز تنقید اس بات میں شک نہیں۔ کہ مرافعہ گذار کی تنقید میں ایسے حصے بھی ہیں۔ جو مرزا کے افعال کی جائز اور معقول تنقید پر مبنی ہیں۔ تقریر کے دوران میں غریب شاہ کو زدوکوب کرنے کے واقعہ، محمد حسین اور محمد امین کے واقعات قتل اور مرزائے قادیان کے جبر و تشدد کے متعدد ایسے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جن پر تنقید کرنے کا ہر سچے مسلمان کو حق ہے۔ نیز اس تقریر کے دوران میں اس توہین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جو احمدی پیغمبر محمد (ص) کی شان میں روا رکھتے ہیں۔ اور جن سے لازمی طور پر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

مرزائیوں اور مسلمانوں کے عقائد مسلمانوں کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خاتم النبیین ہیں۔ لیکن مرزائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ محمد، صلی اللہ علیہ وسلم) کے بروز میں کئی نبی آ سکتے ہیں۔ اور ان پر وحی نازل ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ فرقہ مرزائیہ کا بانی نبی اور مسیح موعود تھا۔ اس حد تک مرافعہ گذار کی تقریر قانون کی زد سے باہر ہے۔ لیکن جب وہ سخت کلامی سے کام لیتا ہے۔ اور مرزائیوں کو ایسے ناموں سے خطاب کرتا ہے۔ جنہیں سننا کوئی معقول آدمی گوارہ نہیں کر سکتا۔ تو وہ جائز اور معقول تقریر کی حدوں کو پھاند جاتا ہے۔ اور خواہ اس نے یہ باتیں دیدہ دانستہ کہیں۔ یا جذبات کے جوش میں، قانون اس سے اغماض نہیں کر سکتا ؛

تقریر کا اثر مرافعہ گذار کو معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اس کے سامعین کی اکثریت ناخواندہ دیہاتیوں پر مشتمل ہے۔ اور یہ کہ اس قسم کی تقریر اُن کے دل میں احمدیوں کے خلاف بغض و عناد کے جذبات کی پرورش کریگی۔ واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تقریر نے سامعین پر مزعومہ اثر ڈالا۔ اور مقرر کی لسانیت سے مسحور ہو کر لوگوں نے متعدد دفعہ جوش کا مظاہرہ کیا۔ یہاں

اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ سامعین نے اسوقت اپنے مخالفین کے خلاف متشددانہ اقدام کیوں نہ کیا؟

اسمیں شک نہیں۔ کہ جانبین کے تعلقات ایک مدت سے کشیدہ ہورہے تھے۔ لیکن اس تقریر نے نفرت کو زیادہ کردیا ہے۔

فرد جرم میں جن سات فقروں کو قابل گرفت ٹہرایا گیا ہے۔ میری نزدیک ان میں سے تیسرا اور ساتواں سب سے زیادہ قابل اعتراض حصّے ہیں۔

ان فقروں میں مرافعہ گذار نے احمدیوں کو برطانیہ کے دُم بریدہ کتے کہا ہے۔ میرے نزدیک دوسرے حصّے تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ کے ماتحت قابل گرفت نہیں ہیں۔ پہلا حصّہ یعنی فرعونی تخت الٹا جارہا ہے۔ میرے نزدیک بالکل بے ضرر ہے۔ دوسرا حصّہ مرزا کی خوراک سے متعلق ہے۔ یہ امر قابل دلچسپی ہے۔ کہ مرزائے اوّل نے اپنے عقیدتمندوں میں سے ایک کے نام خط لکھا تھا جسمیں خوراک کی ایسی تمام تفصیلات موجود تھیں۔ یہ خطوط کتابی صورت میں شائع ہوچکے ہیں۔ اور انکا ایک نسخہ اس مقدمہ کے کاغذات میں شامل ہے۔

پلومر کی شراب اور مرزا

معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کیا کرتا تھا۔ جس کا نام پلومر کی شراب تھا۔ اور ایک موقعہ پر اس نے اپنے ایک دوست کو لکھا۔ کہ وہ پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر اُسے بھیجدے۔ دوسرے چند ایک خطوط میں یاقوتی کا ذکر ہے۔ موجودہ مرزا نے خود اعتراف کیا ہے۔ کہ اس کے باپ نے پلومر کی شراب ایک دفعہ بطور دوائی استعمال کی تھی۔ چنانچہ یہ حصّہ بھی میری رائے میں قابل اعتراض نہیں

چوتھے حصّے میں مرزائے اوّل کے امتحان میں فیل ہونے کا ذکر ہے۔ چھٹے حصّہ میں مرزا کو کاسہ لیسی کا الزام دیا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے۔ کہ چاپلوسی پیغمبر کی شان

مذہبی ڈاکو

حیرت انگیز سنسنی خیز ناول!

جس کا ایک مدت سے انتظار کیا جا رہا ہے

آیندہ ماہ اسکی پہلی جلد شایع ہو جائیگی

قیمت فی جلد صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک وغیرہ

بجائے وی، پی طلب کرنے کے پانچ آنہ ۶ پائی کے ٹکٹ ارسال کرنے سے کفائت رہیگی۔ چار روپیہ یکشت جمع کرانے سے ہر ماہ اس کی ایک جلد (قسط) ارسال خدمت ہوتی رہے گی +

ملنے کا پتہ:- "مباہلہ" بکڈپو امرتسر (پنجاب)

فاضل سشن جج گورداسپور کا اصلی انگریزی فیصلہ بھی طبع ہو گیا ہے۔ جس میں قادیان کانفرنس کے متعدد نوٹ لگائے گئے ہیں۔ قیمت فی کاپی ۲ر فی سینکڑہ دس روپیہ۔ احباب حسب ضرورت طلب کریں